
AKHBAR
OUDH PUNCH
LUCKNOW
VOLUME IX
1927
MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS ADDICTED TO ... OTHERS
अख़बार
लखनऊ
M. H. Khan Artist ... Lucknow

جلد ۹ — نمبر ۴۹

مضامین غیب

یکشنبہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۴ء

مولانا نیاز کا تہذیب اور شائستگی سے اعلان جنگ

ماہ نومبر کے نگار میں بعنوان "بازیچۂ خانہ" نقش حال کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اسکے ساتھ حضرت نیاز فتحپوری ایڈیٹر کا ایک نوٹ بھی ہے جسکے بعض فقرات قابل توجہ ہیں۔

حضور فرماتے ہیں "رہی عورت سو اس پر سب سے پہلے یہی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اُسے محبت کرنے ہی کا حق کب حاصل ہے؟"

اس سوال کا اچھے سے اچھا جواب وہی شخص دے سکتا ہے جو کسی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اُس غریب کمبخت سے پوچھیے جس نے نو مہینے پیٹ میں رکھی کا جس کی کیا کیا کلفت سہے پرہیز جسکو چین اور خدا جانے کیا کیا غم کھایا۔ اُٹکائیوں کا تقاضا کیا۔ محبت کے بوجھ کی بھاری گٹھری پیٹ میں لیے لیے پھری۔ پھر دردوں کی مصیبت جھیلی جب صاحبزادے شکم سے نکل کے پردۂ دنیا پر تشریف لائے تو بچپن ہی کی کنگھی ایک لٹ موت میں ایک گو میں۔ قی اوں کی ڈگی کی شغال تا آواز سے کانوں کے پردے پھٹے سارے گھر کی نیند حرام ہوئی۔ مگر وہ بیچاری کلیجے سے لگائے رہی پالتی ہوئی حضرت کو جنے گئے اُس نے۔ اب جو دانتوں کی آفت چیچک کی مصیبت سے صاحبزادے پاک ہوئے کچھ قدم فارسی پڑھی کچھ جیتر میں جانے بھر کی انگریزی سیکھی تو فرماتے ہیں وہ بھلا محبت کرنے ہی کا حق نہیں رکھتی واقعی جزاے احسان اس سے بہتر اور کیا ہوسکتی ہے۔

عمرت وماذا باد کہ این ہم نعمت است

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ "عورتوں کو ایک تیر رفتی اور زخم خوردہ ناگن کی طرح پردہ سے باہر آجانا چاہیے"

عورت عربی میں بمعنی شرمگاہ اور اُردو میں علم جنس ہے واحد و جمع دونوں پر اسکا اطلاق مساوی ہے اگر صیغۂ جمع لکھتے بغیر ترجم میں فتور ہوتا تھا تو پھر "ایک" کی قید عبث تکالی علے ہذا القیاس "سو" "مترجم انجیل پوھنا اور رلوتا کا لپس خوردہ ہے یا پنڈت لکھارام کا" جیسے سو "تکیہ کلام فصحا نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اور اسی فقرے میں "ہی" کا التزام بھی فصحا کے طرز کلام سے متباین ہے اگر یوں کہتے کہ "اُسے محبت کرنے کا حق ہی کب حاصل ہے" تو "ہی" کا استعمال بجا ہوتا اور عدم علم کا پردہ ڈھنکا رہتا۔

میں کوئی ادیب نہیں شاعر نہیں کسی رسالہ کا ایڈیٹر نہیں بایں ہمہ دو تین جملے میں اتنے عیوب محسوس کر سکا۔ خدا نخواستہ اگر آپ کی تحریر مولانا دوبارہ دیکھ لیں تو غضب ہی ہو جائے۔ مجھے زیادہ تعلق آپ کے مضمون کے اخلاقی نتیجہ سے ہے یعنی "عورتوں کو پردہ سے باہر آجانا چاہیے" معلوم نہیں کہ بقیس جمال صاحبہ آپ کی نصیحت پر عمل کریں گی یا نہیں لیکن قرآن کی ایک آیت یاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اے ایماندارو خدا سے ڈرو بات کیوں نکلتے ہو جسے کرتے نہیں" نگارہ کی کاپیاں چند روز لڑکیوں کے سامنے رکھ کے روٹی کی ٹوکری میں بسیرا لیں گی اور پھر ٹوکری کی قبر سے نکل کے ان کا حشر ونشر پنساریوں کی دوکان پر ہوگا۔ یہ آپ زر سے لکھنے کے قابل نصیحت یوں ہوا رواں ہو جائے گی لہذا بہتر ہے کہ آیۂ مذکورہ پر عمل فرمائیے اور نصیحت پر عمل ان لوگوں سے کروائیے جو دن رات آپ کے گرد و پیش ہیں۔ نئی بات ہے پہلے تو گھر سر سے چادر اُتر جانے تن بدن ڈھکے پھرآپ کی جو اس سے بچھا چھڑائے کہ یہ ادا ہیری فطرت کیا۔ الدکر نے کی نیت سے کبھی کبھی آپ کی ان میں ملا دی دیگی۔ مگر نیکی تو "یہ نیکی کا آغاز گھر کے اندر سے ہونا چاہیے" جو بیٹی، ماں بہن، بی بی۔ سالی کو اگر محبت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے تو اپنے مردوں کے حکم کی تعمیل تو ضرور۔ فرض عین سمجھتی ہیں۔ آپ بفضل مردان خاص ربطیں خودستائی خیر سے کیا کچھ نہیں ایں۔ انگریزی کے عالم متبحر۔ فارسی اُردو کے نکتہ سنج شاعر۔ نثار بے بدل۔ مجتہد ادب۔ ایک مجلۂ علمیہ ادبیہ کے ایڈیٹر۔

خود ش نصیحت و دیگراں را نصیحت

کی شناعت سے بچیے اور پہلے گھر کی دقیانوسی خیال رکھنے والی خواتین کو پردہ سے باہر نکال کے ہوا کھلائیے تو پھر غیروں پر نصیحت کا اثر ہوگا اور خوب ہوگا۔ ہندوستان میں کئی تعلیم یافتہ مسلم خاندان موجود ہیں مستورات مشتوفات کی فہرست میں داخل ہو چکی ہیں آپ کے متعلقین کو رفقا ہم پہونچانے کی زحمت نہ اُٹھانی پڑے گی۔ سہیلیاں مل جائیں گی اور مہذب و شائستہ گردار سیپے بھی۔ باپردہ عنگی کا مصلحتی اخلاقی استدلال تو انکی مضبوطی کا یقین خود آپ ہی کو ہے۔ وہ آپ کی تحریر سے کوہ بیکی طرح بقول حضرت سیکش "دال چکیدن" ہے باہمی کہ جب قابل احترام خواتین کا پیرہن پردہ کی چادر ہوا کی ہیں ابھی آپ کی جنبش قلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تو باہر نکلنے کے بعد اللہ حافظ ہے۔ گل ہی ہے جو کہ بوکی خوشبو سے کوئی فائدہ اُٹھائے شمع وہی ہے جس کا اُجالا دوسروں کی آنکھیں روشن کرے۔ نیک مرد وہی ہے جو اپنی دلپسند چیز کا انفاق کرے

نیم نانے گر خورد مرد خدا
بذل درویشاں کند نیمے دگر

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ غزل گوئی بے شرمی کی بات ہے اور قطعاً انسانیت کے منافی ہے ....

میں شعرا کے گروہ کو جو اپنی شاعری کے لحاظ سے آبادی کا بائش نہر معیب وضد ہے کبھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا مگر مشکل یہ ہے کہ یہ کلمات ایک شاعر کے زبان مبارک سے ادا ہوے ہیں۔ شکر ہے کہ نیند شاعر نہیں ورنہ تو ہین کا الزام اپنی طرف سے اور اپنی مسند کی جانب سے کچہری میں کردیتا۔ نیاز صاحب جانتے ہیں اور ان کی فوج ... الفقیہ ...

ہی سنا ہے کہ نیاز صاحب کا تخلص پسند ہے ہم
کے زیادہ مشہور ہے ممکن ہے کہ آپ پر شاعری کی تہمت ہو
یا صفت شاعر ہونے کے یہ کلمات اہل عقل کے نزدیک
تعلّی کی حد سے گزر کے رعونیت و فرعونیت تک پہنچ گئے
ہیں۔ اچھا جناب بتائیے کہ آپ شاعر نہیں ہیں تو کون
ہیں؟ اگر صرف شاعری کی صفت کا آپ کی ذات سے
ازالہ کر دیا جائے تو آپ میں رہ کیا جاتا ہے؟ صفر کا
مضروب فیہ صفر ہو تو حاصل ضرب کیا ہوگا؟ ہاں یہ
دوسری بات ہے کہ آپ نے دوسروں کا یہ قول خود اپنے
متعلق نقل کیا ہو۔ کیا معنی کہ بے حاصل مطلب شاعری
سخن؟ ایسی نشست و ترکیب الفاظ۔ اخلاقی پایہ سے
قلابازی کھا کے اوندھے منہ گرنے والی نظم غلط اور
گندہ الفاظ سے بھری پڑی نثر اگر کسی کو ڈھونڈے
سے ملتی ہو تو وہ آپ کے مصنفات ملاحظہ فرمائے
انشاء اللہ مراد بر آئے گی۔ اور اگر اس طرز تحریر کو
صنف ادبیات میں کوئی جگہ مل سکتی ہے تو ضرور
جناب والا ان شاعروں کے رأس الرئیس ہیں۔
ذرا بااحسان نظر ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے زہریلے
اور بے تکے کلمات کی سمیت دیہات کتنی دور تک
پھیلتی ہے۔ قدیم جدید، انگریزی اردو عربی فارسی
ہندی ترکی بھلا کوئی شاعر بھی آپ کے طعن سے
محفوظ ہے؟

جس غزل گوئی کی ہجو میں جناب نے اپچ کی لی
ہے اُس سے زیادہ خود حضرت کی نصیحت کا زہر خود
ناگن اور شیرنی کی طرح پردے سے باہر نکل۔ بداخلاقی پر
مبنی ہے۔ غزل گوئی میں تو کوئی جرم کی بات نہیں مگر
اس پچھلے پہر اہل غیرت ملا میں کشمکش جاری تو عجب کیا
شیرنی کمبخت عجب یا کبھار رہتی ہے ناگن بل میں
رہتی ہے حیا اور غیرت دونوں کے لیے بے معنی ہے
مگر باغیرت عورت ہو یا مرد دونوں آپ کی اس نصیحت یا
وصیت سے خوش نہیں ہو سکتے۔ بھلا کسی معزز خاتون سے
کہہ کے دیکھیے تو سہی۔ تجھے کالک کی کتیا کی طرح گلی
کوچہ میں پھرنا چاہیے۔ دیکھیے جواب کیا ملتا ہے تعجب ہے
کہ وہ قابل احترام خاتون جسے آپ نے مخاطب فرمایا ہے
ان توہینی الفاظ پر کیوں برہم ہوئی اور آپ کے رقص پر

چھوٹے نگینوں کا تاج ادب ہے وہ کیونکر سلامت
رہا۔ زمانۂ حال کی تربیت یافتہ دنیا آج صنف
لطیف کی عزت و توقیر کو اپنی عزت و توقیر سمجھتی ہے۔
ہر مذہب و ملت میں ماں بہن اور زوجہ کا وقار کیا جاتا
ہے۔ وقار اور عزت کے طریقے ہر جگہ جداگانہ ہیں
ہندوستان کے مسلمان اپنی توقیر اسی میں سمجھتے
ہیں کہ اُن کی بی بیاں ایک سلطان کی طرح
گھر کی سلطنت پر قابض رہیں۔ ہر کس و ناکس
کی نگاہ سے بچیں۔ مرد بیچارے پڑے چھڑے سے
لگائے بازاروں میں پھرتے ہیں بی بیاں
گھروں میں اس ننگ و عار سے بال بال بچی



وزارت: خلق گورنمنٹ کی ایک گورنمنٹ کا حکم گورنمنٹ کا ال...
گورنمنٹ کا کام دھم دھم دھم
....
ہندوستان: دوست! کچھ تو خدا کی ملکیت میں بھی، بجنے دے ...

ہوئی مزے سے زندگی کے دن بسر کرتی ہیں۔ اُن کی
تدرو نو ادرحالت پر کوئی طعنہ زن نہیں ہوتا مگر آج
وہ بھی جھگڑا دکھائی نگاہوں کی برچھیوں سے زخم
کو گھائل کرتی پھریں یا پھر وہ چلتوں کی فرش
گلیاں سڑکوں پر نہیں تو نتیجہ ہو گا کہ پیارے
آگرہ کا ایک بے حیا پرچہ کی بی عمرانہ ہو جائیں گی
عمرانہ ایک افسانہ کی ہیرو ستان ہے وہ اپنی
ستانی سہیلیوں سے ایک نقاب پوش قوم کی
کہانی کہتی ہے وہ اچھال چھکا کنگھریاں کمانی
کے رستم داستان میاں رخاس نقاب پوش پر

نثر ہو جاتی ہیں۔ قصہ گو عمرانہ کی زبان سے اسکی
سہیلیوں نے یہ جملہ سنا کہ خوش نقابان بیتیں—
ایک جلسے میں جب نغمے کی بندش کرتے اور شگفتگی
اور خیر کی مستی میں اپنے اعتقادات کی نذر دیتے تو
رخاس کی ایک صبیح مسکراہٹ قربانگاہ ہو جاتی
اور یہ معلوم ہوتا کہ عقیدت کے پھول عاشقوں کے
دامن اور ہاتھوں سے پھینکے جانے کے بعد رخاس
ہی کے پیکر نازک کو بوسے دے رہے ہیں۔
اس جملے میں بوسہ کا لفظ آتے ہی ان آبرو باختہ
اداکار عورتوں کو نسرین لسبی نے آڑے ہاتھوں پوچھا۔ آپ اس
ہی لفظ سے متحیر نہیں۔ جس چیز سے ہنسی آتی ہے
اسکا نام گدگدی ہے۔ بے ساختہ ایسی بات جس
سے دل بے ساختہ ناچنے پر مائل ہو اسکا نام گدگدی
رکھیے اور ایسی بات جس سے بے ساختہ چاہت
بوسہ لینے یا دینے پر کوئی شخص مائل ہو جائے
نسرین لسبی کہنا چاہیے۔ آگے کیا ہوا؟ زہرا نے کہا
بوسے کی جاذبیت کا احترام کرو تو ہم سب
اپنے لبوں کو ملا کر مستی الفت میں بھیک ڈالیں
اس اپنی آپس میں کہیں آڑو دیے چلنے لگے۔
کسی مرد زادی نے ڈھونڈ نکالا کہ کسی اور کی
بیوہ نے لپٹ جبیں ناز کے ساتھ آلہ اپنی
طلب کیا۔ اُف اُف چاہ۔ نسرین لسبی۔ ہو—
کی صدا سے دیوار و در میں لسبی لسبی چھوٹی سے
سی ہونٹوں کی چٹکی اور وہ نگاہ اسکی
لب نازک سے صدا آنے لگی لسبی لسبی کی
نسرین لسبی کے بعد قصہ گو عمرانہ نے رخاس کے حسن و جمال
و جوانی کا اظہار ایسے الفاظ میں کیا کہ کوئی کشتی
اس طرح گلستان کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ زہرا نے
ایک رنگین جامہ اور سینہ نما انگڑائی لے کر کہا۔ ہائے
جوانی۔ اور صرف جوانی۔ آؤ اس نام کا احترام
کریں۔ احترام ہونے لگا۔ کیونکر؟ چٹکی کے
ذریعہ سے! عمرانہ ناچی رباب نے ساز چھیڑا فوراً دیکھ
مستی چھائی۔ ...... ہائے فریب مصحف
افسانہ عمرانہ کی خرافات زیادہ واضح ہوتی
اگر وہ رو انے شاعری کو بھی ان تمنا ...

باکل جدا کردیا اس نے قربانی کا ذکر حدیث میں کیا
ہے مگر اس موقع پر چوک گیا۔ واللہ حضرت نیاز
نے اپنی اس نصیحت میں بھی تھوڑی سی چوک ہوگئی
نہیں تو باہر آجانا چاہیے وہ کے قبل عریانی کا لفظ رہ گیا۔
خیر تصویر میں اس کی کسر رہ گئی تو نقش ثانی میں
پوری کردی جائے گی۔ حضرت نیاز [illegible]
[illegible] بھی کر سکتے ہیں کہ تصویر [illegible]
سے [illegible] بھی ننگی کھینچی ہوئی ہے۔ یہ دونوں [illegible]
ہیں۔ وجہ شبہ میں علمیت اور جہل کے علاوہ بے ننگی
بھی شامل ہوسکتی ہے۔ بہرحال آپ کی [illegible]
نگاری اور حقوق نسوانی کی تحریک [illegible]
[illegible] بھی اخلاق کی بہت گہری [illegible]
رہی ہے۔ تعجب ہے کہ بھوپال کی [illegible]
خاموش ہو گیا .... میر [illegible]
[illegible] نہیں ؟

واقف

[illegible]

غزل

(از خامۂ جناب منشی سید مقبول حسین صاحب [illegible] لکھنوی)

(مشاعرہ [illegible])

مجنوں کا جو اے لیلیٰ جو ساتھ چھٹا ہوتا
پیچھے ترے ناقہ کے کیوں [illegible] ہوتا
بے فائدہ [illegible] ہوتا کیا جانیے کیا ہوتا
گر رات کی گلی ہوتی عاشق کا گلا ہوتا
کھولے ہوئے آنکھوں کو جب چاپ پڑا ہوتا
[illegible] راہ محبت میں نقشِ کف پا ہوتا
[illegible] کیوں [illegible] کے [illegible] کیا
واعظ کا سر اقدس گر خوب گھٹا ہوتا
مکتب میں عجب کیا ہے بیچارے کو پیاتی
لیلیٰ سے اگر بن میں مجنوں نہ جدا ہوتا
دو دن کے مسیحا بھی اچھا جو نہ کر سکتے
بیمار ترے حق میں یہ اور بڑا ہوتا
دنیا اگر آدم کا دنیا میں کوئی بھائی
نسلِ بنی آدم کا [illegible] ہوتا

[illegible] کو [illegible] ناحق بھڑ کا دے کیا حاصل
مشتاق کے قبضے میں پانی کا گھڑا ہوتا
گر قیس کی وحشت کا کچھ اونٹ اثر لیتا
لیلیٰ کو گرا دیتا اور بھاگ کھڑا ہوتا
عارہ غربت جب [illegible] دکھلانے
وحشی ترا [illegible] انگشت نما ہوتا
ناحق [illegible] سے اک چوٹ بیٹھی ہوتی
[illegible] اگر [illegible] ہوتا
مفلس سے زیادہ تر ستم ہی گر سہتا
کیوں [illegible] کھائے گر پیٹ بھرا ہوتا
[illegible]
[illegible] ایسا ہوتا بھی تو کیا ہوتا

(مشاعرہ بنارس)

[illegible] دیکھ کے حیراں ہو جائے
[illegible] پریشاں ہو جائے
[illegible] آنکھ سے [illegible]
[illegible] ہو جائے
[illegible] بازوں کو دعا کردے
[illegible] حیراں ہو جائے
[illegible] مکان [illegible] کا
[illegible] ہو جائے
[illegible] ہوئے شیر
کہیں ایسا نہ ہو آزردہ تری ماں ہو جائے
[illegible] اگر [illegible] کٹ جائے
[illegible] ہو جائے
[illegible]
لیلیٰ پر وہ [illegible] آپ کی [illegible] ہو جائے
شمع فانوس کا [illegible] کھڑی
کیا کرے کوئی اب اسیر ہی جو عریاں ہو جائے
[illegible] عشاق
دو دو [illegible] سیب زنخداں ہو جائے
[illegible] سے جو داغ [illegible]
[illegible] مسلماں ہو جائے

یوں ہی اردو کی کلائی جو [illegible] متبدی
کیا عجب ہے جو [illegible]
دیکھ کر صبح بنارس کو یہ کہتا ہے ظریف
کیوں نہ کافر وہاں سے [illegible] ہو جائے

آقایانِ قوم

(نمبر [illegible])

([illegible])

[illegible] شیخ معید شریف مکہ سے [illegible]
دونوں کی [illegible]
بہت [illegible] ہیں [illegible] شریف مکہ [illegible]
[illegible] ایسا جرم تلاش کرلیا [illegible]
[illegible]
[illegible] ذات شریف [illegible]
[illegible]
میں [illegible] برکت کی [illegible]
[illegible] اسکے خلاف [illegible]
[illegible] میں خوب [illegible]
معلوم ہے کہ [illegible] فسادی کے نام سے [illegible]
[illegible] کبھی خالی نہیں [illegible]
کے خلاف تھا اگر [illegible]
آنے دیتے۔ ہم نے اپنے [illegible]
[illegible] شیخ صاحب نے [illegible]
[illegible] کیا مجال [illegible]
میں زبان سے نکلا ہو [illegible]
[illegible] کو بغیر کسی ثبوت کے قتل کرتا [illegible]
سے بیٹھے اس پر [illegible]
سردار جالوت کو ایک [illegible]
مقام پر [illegible]
نے کہا نہیں کیونکہ معلوم ہوا کہ [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible]

اپنے گھر سدھارے۔ اگر تم شریعت میں خیانت کی یہ آخری منزل ڈھونڈھیے یا اسکی حد تلاش کیجیے تو کہیں نہ ملے گی۔ لیکن ہماری طاقت کی قسم کھائیے ہم نے مسئلہ کی ناک مروڑ کے اسکا جواز ہی نہیں بلکہ وجوب ثابت کر دیا۔ تو بات کیا ہے۔ رسول اللہ پیدا ہوئے عرب میں۔ عربوں کو ایک زمانہ تک علوم کا شوق رہا پھر وہ اپنی جاہلیت یعنی بداوۃ کی طرف پھر گئے صرف اور نحو کا نام تو جانتے ہیں اسلیے کلمہ کی تعلیم باتیں گنوا رہے میں دیتے ہیں باقی خدا کے احکام سے انھیں مطلب نہ رسول کے ارشادات پر اطلاع۔ یارو تم دھوکے میں ہو اب قرآن صرف اہل ہند کا ہے اور اہل ہند کو خواہ مخواہ کا حق قرآن پر حاصل ہو گیا ہے بلکہ یوں کہو کہ قرآن کی جائے نزول ہندوستان ہے اور ہم اہل ہند اسپر ہر قسم کا تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ایک آیت ہے اِنَّ هٰذَانِ لَسَاحِرَانِ میں جانتا ہوں کہ اِنَّ کا اسم منصوب ہوتا ہے مرفوع نہیں ہوتا لہذا بے تکلف هٰذَیْنِ پڑھتا ہوں۔ ایک عرب سے اسی مسئلہ پر جھک جھک ہوئی وہ لاکھ کہتا رہا کہ لغۃ میں ہوازن میں بیسیوں مثالیں ایسی موجود ہیں جن میں اِنَّ کا اسم مرفوع ہے مگر مجھے قائل نہ کر سکا۔ بہر حال میں باوجود اپنی انتہائی کوششوں کے تہی دست ہوں

ڈبل پیسا کہیں نہیں ملتا ہے
آج پیسا نہیں زمانے میں
واعظ لغو گو سے خوش گفتار

مجھے البتہ حق حاصل ہے کہ اس ناسپاس قوم کی دھجیاں اڑاؤں اور ناسزا کہوں۔

فی الحقیقت یہ واجب التشریح قوم اپنے واعظین پر بھی مہربان نہیں ہے جو بیچارے رات دن گھومتے پھرتے ہیں نہ جورو بچوں سے غرض نہ گھر بار سے۔ بدعات کو استیصال بھی ان بیچاروں کا فرض ہے۔ اور بدعات کی فہرست تیار کرنا بھی انھیں کے ذمہ ہے جو لوگ مذہب اسلام سے پھر جائیں ان کو راہ راست پر لانا بھی انھیں کے سر ہے۔ غرض اتنے خطیر الشان عہدے لینے کے نام کوئی کبھی کوڑی دال نہیں

ان اخبار نویسوں کو دیکھیے ہماری مرتب کی ہوئی فہرست کو چھاپنے کے واسطے آمادہ ہیں مگر غریب واعظ کے پیٹ کی خبر نہیں لیتے نہ انکے لیے چندہ جمع کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ جس پرچہ کو اٹھا کے دیکھیے یہ تو لکھا ہوا ہے کہ جناب واعظ السلطین علیگڈھ دار العلوم دیوبند مولانا حافظ واعظ خطیب نجیب حبیب لسان الدین صاحب مرشد ارتداد آباد سے مطلع فرماتے ہیں کہ اکاسی ہزار نو سو پچپن مرتد جنکو آریوں نے گمراہ کر دیا تھا پرسوں جناب موصوف کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے مگر باوجود فرائض کے یہ نہ لکھا کہ جناب واعظ کے پیٹ میں خاک اڑتی ہے دانہ دانہ کو محتاج ہیں۔ اہل اسلام کو جلد اعانت کی تحصیل کھولنی چاہیے۔ انکے قطعی بخل پر خدا کی مار یہ ہم نے مانا کہ اس تعداد کی کثرت خود اخبار نویس صاحب کے دل میں کھٹکی اور وہ اسے صریحی جھوٹ سمجھے لیکن اس جھوٹے پر ضرور رحم کرنا چاہیے تھا جس نے ایسی عجیب و غریب خبر انکے پرچے میں شائع کرائی۔

جس وقت ۸۱ ہزار ۹ سو ۵۵ آدمیوں کا قبول اسلام بذریعہ اخبار بیچنے والے لونڈے کی زبان سے بازار میں لوگوں نے سنا ہوگا ٹڈی کی طرح کاغذ اخبار کی خریداری پر ٹوٹ پڑے ہوں گے۔ سب پرچے ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ خیر یارو کبھی کے دن بڑے کبھی کی رات اب ہم بھی قریہ بقریہ یہ منادی کر دینگے کہ تمام مصارف دین میں پیسہ صرف کرنا چاہیے قرآن کریم اور احادیث نبوی میں موجود ہیں یارو کاغذ اخبار کی خریداری کا مذکور کہیں نہیں اسکی خریداری بدعت سیئہ ہے جو کوئی اسے خریدے گا اسکی زوجہ بی بی گیری (زوجیت) سے خارج ہو جائے گی۔

نوٹ

واعظ صاحب کی شان ختم ہوئی خاتم حکیم مرزا تیغ آغا ے قوم کے احسانات آئندہ بیان ہونگے۔ مگر مضمون نگار کی التجا ہے کہ تعصبات سے ذہن و دماغ کو خالی فرما کے ہمدردی مضامین کو ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو آقایان موجودین کی فہرست میں ایسے احباب ملیں گے جن پر ہمارا قطع کیا ہوا خلعت ٹھیک ٹھیک اترے۔ جس سب کام مجبوراً اب اس کے درپے

ہونا لازم ہے صاف صاف کو براہ راست بھی ہوں یا پھر موجود ہی اپنے خیال کی اصلاح فرمائیں اور جو حضرت پنسل ہر رونگ میں تھوڑی سی عزت سے حاصل ہوگئی ہے وہ دنیا میں قائم رہے۔

(باقی آئندہ)

راقم

استاد بنا دو آئینے کو
سیکھو انداز دلبری کا

گردش پیمانہ

(نمبر ۵)

(بسلسلہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء)

آج بادہ گوئی و بیہودہ سرائی کے عجیب و غریب نمونے اگر پیمانہ صاحب اپنے ضمن میں رکھ کے نہ چھپتے تو یقیناً ان دونوں فقروں کی مثال ڈھونڈھے سے نہ ملتی اور لوگوں کو بہت پریشان کرتی۔ سیماب صاحب کے تصدق میں حضرت ساغر نے سچ پوچھیے تو دنیا کو بہت بڑی زحمت سے بچایا ہے۔ اور جیسا کہ ہم ابتدا میں عرض کر چکے ہیں پیمانہ کی نثر و نظم میں کوئی عیب اخلاقی عرفی شرعی ادبی لفظی معنوی ایسا نہیں جو بیک نگاہ ظاہر ہو جائے۔ خصوصاً ساغر صاحب اور انکے استاد سیماب صاحب کے مضامین تو انھیں عیوب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے معزز دوست مولانا کاوش کے رقمطراز ہیں "پیمانہ کی اصلاح ناممکن ہے آپ ساغر ہی کو سمجھئے ہیں نہ ری سیماب صاحب پر بھی توجہ کیجیے فرماتے ہیں

قریب ہوش ہیں یہ پردہ ہائے شبنم و گل
یقین طراز حقیقت مجھے خراب نہ کر

دل تو "پردہ ہائے" کا اطلاق ہے۔ حضور اہل زبان "پردہ" کی جمع "پردہا" لکھتے ہیں انکے رسم الخط میں "پردہ" کی گول گول "ہ" کا وجود نہیں تعجب ہے کہ ہمیں شخص کو فارسیت کا ایسا مرض ہو کہ جا و بیجا فارسی ترکیبات کھپاتا پھرے وہ رسم الخط سے ناواقف نا بلد ہو خیر یہ قصور غریب کاتب کے سر جھونکا جا سکتا



سنہ ۱۹۲۳ء بیماں کی رحلت

قابل رشک ہے نصیب مرا
ملک الموت سے طبیب ہوا

لہٰذا ہم بھی حسنِ ظن پر عمل کرتے ہیں ہاں جناب کاتب نے غلطی کی ہو تو اُسے جانے دیجیے اور شعر کا مطلب سمجھایئے فریب ہوش ہیں یعنی ہوش کو دھوکا دیتے ہیں کون؟ پردہ ہائے شبنم و گل نے ہوش کو بتا بالا بتایا۔ ہوش اور نہ جھو ہوا اب چمن طراز حقیقت سے خراب نہ کرنے کی التجا کیسی؟ اُس نے آپ کو کب خراب کیا۔ اگر اسکے یہ معنی ہیں کہ چمن طراز حقیقت نے پردہ ہائے شبنم و گل ڈال کے ہوش کو اسطرح غائب کردیا جیسے مداری تھیلی میں گولی ڈال کے غائب کردیتا ہے اور "خرابی" اسی فعل کا نتیجہ ہے تو خرابی کی نوعیت واضح نہیں ہے شعر لا حاصل ہوا جاتا ہے۔ نہ شبنم باعثِ خرابی ہوسکتی ہے نہ گل۔ نہ ان دونوں کے پردے نہ آجتک شبنم و گل کے پردوں نے کسی کو خراب کیا۔

دوسرا شعر ہے ؎

مذاق غنچہ نشینی پہ تبسم ناز
ہلاک جلوہ کو نا آشنائے خواب کر

ہاتھ پاؤں سمیٹ کے بیٹھنے کو غنچہ نشستن کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "مذاق" سے مراد ہے "مزاح" یعنی دل لگی۔ شاعر صاحب غالباً ہاتھ پاؤں سمیٹ کے زندہ ہوگئے تھے "اسپر ناز" مسکرایا۔ مگر یہ بھید کیونکر ظاہر ہو کہ "ہلاک جلوہ" کی آنکھوں سے نیند کیوں رخصت ہوگئی۔ ہزاروں دفعہ ہری ڈال پر مینا بیٹھی مگر لوگ سوتے ہی رہے۔ آخر نیند کو غنچہ نشینی اور تبسم سے کیا جلن ہے۔ اور جو شخص غنچہ نشینی کا جلوہ دیکھتے ہی ہلاک ہوگیا اُسے نیند کی ضرورت کیا ہے۔ ہاں ایک صورت ہے وہ کیا؟ سنیے واقعہ دراصل یہ ہوا کہ شب کو وہ "گل" یعنی معشوق کسی بات پر جھلا گیا اور روٹھ کے کلی کے اندر گھس گیا۔ شاعر صاحب منہ دیکھتے رہ گئے۔ اب نیند کہاں اگرچہ یہ دل لگی مسکرا مسکرا کے ہوئی مگر ظاہر ہے کہ عاشق بیچارے کی آنکھوں میں نیند کا گزر نہیں۔ یہ مطلب ذہن رسا نے سمجھا تو دیا مگر اصل مطلب خود شاعر سے پوچھیے تو شاید زیادہ مناسب ہو کیونکہ وہ اپنے مافی الضمیر کو بہ نسبت ہمارے زیادہ صفائی کے ساتھ بیان فرماسکتے ہیں۔ شعر ہے ؎

شعاع صبح چمن سے نہ آفتاب گرا
حدود شوق میں تو صبح التہاب نہ کر

جل جلالہ۔ صبح چمن کی شعاع خدا جانے کیا بلا ہے جو آفتاب گراتی ہے اور آفتاب کے گرتے ہی حدود شوق میں سوزش بڑھنے لگتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شعاع صبح چمن کسی ڈنڈا گیر کا بال ہے اور آفتاب کوئی گرما گرم مسالے دار مچھلی جسکے کھاتے ہی حدود شوق یعنی سینہ میں التہاب ہوتا ہے جلی جلی ڈکاریں آتی ہیں۔ لیکن چمن کی اضافت سے شعاع کا نکرہ معرفہ ہوگیا ہے اور اس اضافت توصیفی کی تخصیص سے کوئی فائدہ سامع کو محسوس نہیں ہوتا۔ شاید ٹی ٹی کاکا۔ یا جنگل کے رہنے والے یہ معنی بوجھ سکتے ہوں۔ کوئی ہندوستانی ہرگز حل کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اگر حل گوئی کوئی دوسری چیز ہے تو ارباب سخن سے التماس ہے کہ وہ براہ عنایت حل گوئی کے دوسرے معانی سے ہمیں مطلع فرمائیں۔ یار و خدا کے لیے جان بچاؤ شعاع صبح چمن آفتاب کو فٹ بال کی طرح گراتی ہے۔ اب حدود شوق میں خواہ حنا سفل ہو یا حد وعظ۔ جلن اور سوزش ہونے والی ہے۔

میں مولانا کا واک اس غزل کے چوٹی کے شعر سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں ؎

رجوع اپنی طرف کرکے بے نیاز نہ ہو
لبوں سے کھینچ کے آزردہ شراب نہ کر

افسوس کیا قحط الرجال بلکہ قحط العقلا ہے کوئی ان پر معانی اشعار کا مطلب واضح نہیں کرسکتا۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے اہل عقل کا شعار ہے کہ اسکی تعریف کرتے ہیں۔ سبحان اللہ واہ واہ کیا کہنا پھر ارشاد ہو۔

"لبوں سے کھینچ کے آزردہ شراب نہ کر"

پہلا مصرعہ سنتے ہی آدمی خیال کرنے لگتا ہے کہ یہ شعر یا معنی ہوگا مگر وائے ناکامی۔ لبوں سے شراب کس کارخانہ میں کھنچتی ہے یہ کوئی نیا بھپکا ہے کسی اکسائز ڈیپارٹمنٹ میں اسکا وجود نہیں۔ اگر یہ کوئی آزاد شراب کشی نہیں تو کوئی ایسا نزد ہوگا جسکی شراب کھینچی جاتی ہے۔ یہ بھی نہیں تو "آزردہ شراب" کے معنی محروم از شراب" ہوگے حالانکہ آزردگی نتیجہ محرومی ہوسکتی ہے نہ عین محرومی۔ اگر یہ قیاس صحیح ہے تو معنی شعر الفاظ کے بطن میں یوں ہوتے جاسکتے ہیں کہ پیالہ ہونٹوں سے جدا نہ کر اگر موردو الطاف کیا ہے تو لطف کیے جا یہ ڈھکا ناخوب نہیں لیکن یہ کھینچا تانی بلا مشارکت بندۂ شارح کی طبع زاد ہے۔ جناب شاعر کے الفاظ اس سے علاقہ نہیں رکھتے۔ پھر فرماتے ہیں ؎

بنا مسکدۂ آزری گلستاں میں
خلیل ہے تو نوازش سے اجتناب نہ کر

اے واہ۔ اے واہ۔ چمن طراز حقیقت سے چمن میں بت خانۂ آزری بنانے کی فرمائش اور پھر خلیل کا طعنہ کس قدر پُر از عرفان ہے۔ خلیل اللہ تو بت شکن تھے بت سازی کو وہ مذموم کرتے۔ مگر چمن طراز حقیقت کا تخلص ظاہر کرتا ہے کہ خلیل اسمائے سبارکہ چمن طراز حقیقت میں سے ایک اسم ہو۔ یہی کمال ہے اور شاعر چوچاہی سو کہے حد سے گزر کے گستاخی کی سرحد میں شامل ہوگیا ہے۔ (مولانا کا واک کے احترامات ابھی باقی ہیں آئندہ نمبر کا انتظار کیجیے)

(باقی آئندہ)

نسیم ارباب

تذکرۂ آفتاب عالمتاب

یعنی

شعرائے صوبہ بہار کا جامع و مبسوط تذکرہ تمام ہوگیا۔ اور عنقریب طبع ہونے کو ہے جن شعرا کے حالات و اشعار درج ہونے سے رہ گئے ہیں وہ ضمیمہ کی صورت میں شائع کیے جائینگے شعرا اپنے حالات و اشعار [illegible] ذیل کے پتہ سے جلد روانہ فرمائیں۔

دفتر مولوی محمد تقی صاحب قمر گیاوی
ڈاکخانہ چاکند ضلع گیا

قرآن مجید مترجم

عجب نادر

(از حضرت شیخ الہند مولینا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ)

[illegible]

پتہ محمد حسن مالک اخبار مدینہ بجنور (یو۔ پی)

مولانا پنچ کی نوٹ بک

سنتے ہیں کہ آرتی اور اذان کے جھگڑے میں لکھنؤ کے ڈپٹی کمشنر نے یہ اندازہ کرنے کی غرض سے کہ گھنٹے کی آواز نماز کی صف تک پہنچتی ہے یا نہیں، [illegible] صاحب مسلیم پورے گھنٹا بجوایا اور آپ نے گھنٹا بجایا۔ افواہ یہ بھی ہے کہ ہمارے مکرم دوست بابو بشیشر ناتھ صاحب ایڈوکیٹ سے اذان دینے کی فرمائش بھی کی گئی تھی مگر وہ پوری نہیں ہوئی۔ اتفاق و اتحاد طرفین کے پجاری اب کہہ سکتے ہیں کہ ؎

اذان دی پارک میں ناقوس دیر میں پھونکا
کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

ایک گوشہ نشین مہربان کانپور سے لکھتے ہیں

"اودھ پنچ کا انداز تحریر جسقدر دلچسپ ہے اس سے کہیں زیادہ اسکے مضامین سبق آموز ہوتے ہیں ...... یہی وجہ ہے کہ میں عرصہ سے اودھ پنچ کا باستیعاب مطالعہ کرتا ہوں۔ مگر ۱۱ دسمبر کے پرچہ میں ایڈیٹر صاحب نے اصول کے خلاف ذاتیات سے بحث کی ہے اور یہ اودھ پنچ کی عالی ظرفی کے منافی ہے"

اے حضرت ۱۱ دسمبر کو تو کوئی پرچہ شائع نہیں ہوا۔ البتہ ۷ دسمبر کا پرچہ شائع ہوا ہے اسمیں کسی کی ذات یا ذاتیات سے بحث نہیں کی گئی ہے آپ کو دھوکا ہوا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود [illegible] عدم و توقف آپ اس آدمی یا [illegible] گستاخانہ جملے کو ذاتیات پر کیوں محمول کرتے ہیں جن الفاظ سے آپ استدلال کرتے ہیں وہ محض تمثیلاً لکھے گئے ہیں البتہ تمثیل کسیقدر قریب کی ہے۔ معنوی امور کا اثر بیرونی افعال پر ضرور ہوتا ہے۔ آپ کی ڈگری یک طرفہ ہے اور اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اس عرب کا ہوا تھا اس نے ایک تازی کی تھیلی آستین میں رکھ لی اتفاقاً پیشنماز نے آیت پڑھی "وما تلک بیمینک یا موسیٰ" (اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟) عرب نے تھیلی ہاتھ سے گرادی اور یہ کہتا ہوا بھاگا "انت ساحر" (تو جادوگر ہے)۔ بندہ پرور گوشہ نشینی میں بدگمانی کی یہ حالت ہے؟ آپ خود گوشہ نشین ہیں تو آنکھوں کو [illegible] دلچسپ لوگوں کی تحریر دیکھنے دیجیے اور یہ بھی کہ اوباش کی تحریر جواب تو نہیں ہے؟ ؎

فصل گل می گزرد بے قدح و جام مباش
(صائب) غنچہ منشیں گرہ خاطر ایام مباش

اگلے زمانے والے خواہ انگریز ہوں یا ہندوستانی وضع کے پابند ہوتے تھے ۱۸۹۴ء میں جب لنکاشائر کے بزازوں نے پارلیمنٹ میں وزیر اعظم اور وزیر ہند پر سخت دباؤ ڈالا کہ ولایتی کپڑے پر ہندوستان میں جو پانچ فیصدی محصول لیا جاتا ہے وہ موقوف کیا جائے تو وزیر [illegible] نے عہدے سے استعفیٰ دے دیا مگر محصول کی منسوخی کا حکم نہیں دیا۔ وہ تو چلے گئے مگر لارڈ ڈفرن صاحب نے ۱۸۹۵ء میں اس محصول کا خاتمہ کر دیا۔ آپ جانیے محصول بادی کے بغیر دنیا کا کام نہیں چلتا ۱۸۹۶ء میں دوبارہ محصول کی ضرورت محسوس ہوئی اور پھر لنکا شائر والوں نے [illegible] مچائی۔ آخر ۱۸۹۶ء میں ایک نئی ترکیب حکومت کو سوجھ گئی یعنی ولایت سے ہندوستان میں کاتا ہوا سوت بغیر محصول کے آئے اور بنے ہوئے کپڑے پر ساڑھے تین فیصدی محصول لگا دیا جائے غریب ہندوستانیوں کو بھی تماشا خسارہ ہوا۔ ولایت والے بغیر محصول ادا کئے سوت بیچتے رہے۔ کپڑے کی صنعت پر جو محصول ادا کیا گیا وہ سوت کی قیمت پر بڑھا لیا گیا!

ایسی حالت میں ہندوستانی [illegible] ولایت والوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتی ہیں جب اس اقتصادی قصہ کا یہ ہے کہ ہندوستان میں جب کوئی لارڈ لٹن آتا ہے تو وہ بیچ والوں کی [illegible] بھی کرنے کے لیے آتا ہے۔

کچھ دنوں ادھر کا ذکر ہے کہ ایک شاہجہانپور کے ایک رئیس زادے کی جان کسی گوری بی بی نے لے لی تھی۔ اور عدالت نے انصاف نے میم صاحب کو صاف بری کر دیا تھا۔ اب ایک [illegible] سوداگر [illegible] نے چوٹ کی [illegible] کہتے تھے کہ جس طرح ہم نے ایک رئیس زادے کی جان جاتے دیکھی اور [illegible] اسی طرح گورے [illegible] بھی [illegible] بیٹھے تماشا دیکھے۔ شاید انھوں نے آئینہ میں اپنی صورت نہیں دیکھی ورنہ واقف ہو جاتے کہ جان لینے والی صورتیں کیسی ہوتی ہیں۔ [illegible] کیا کرشمہ جنبیانہ۔ کہاں پری کی چال، کہاں دیو کی [illegible]

اطلاع

(۱) [illegible] پرچہ شائع ہو رہا ہے قریب سال تک [illegible] برابر ہو جائے گا۔ خاکسار ایڈیٹر ابھی تک [illegible] میں مبتلا ہے۔

(۲) جن حضرات کی مدت خریداری آخر دسمبر تک ختم ہوتی ہے انھیں تجدید خریداری کے واسطے زر قیمت کا منی آرڈر روانہ کرنا چاہیے۔

(۳) [illegible] سال اشاعت کے اعتبار سے کوئی نمایاں درجہ نہیں رکھتا امید ہے کہ سال آئندہ جبر [illegible] خریدار [illegible] ہوں گے۔

(۴) چند جلدیں ۱۹۲۱ء ان خریداروں کی خاطر سے تیار کی گئی جو بعد اشاعت ہمیشہ پوری جلد طلب فرماتے ہیں۔ قیمت مع محصول [illegible]

ایڈیٹر

حصہ دوم معارف النغمات [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]

[illegible] اگر آپ [illegible] خرید [illegible] بڑا نفع اٹھائیے۔

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ضمانت بھی ادا ہوگئی بوجہ اسکے مضامین کی بابت ایڈیٹر کی استعداد سے انہیں کافی واقفیت ہوگئی۔ انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا تجربہ ہے کہ فی الفور پرچہ دفتر میں پہنچ رہے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر دیتے ہیں۔ غالباً بحث کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پرواہ نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ پی ہزار نعمت کھائی ہو ما بہ خیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش تو وہ بخواہ ڈاک خانہ کو سہولت دکھانے کے مساوی ہے۔ حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار و وصول زر کی تحریک سے اور آپ انتظار ورود وی پی کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

(۳) بعض قدردان ذوق سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچہ اس درمیان میں ناغا ہو گئے سب انکو بھیج تاکہ فائل نا تمام نہ رہے لیکن تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فاضل پرچہ دفتر میں موجود ہوں۔

(۴) پرچہ ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف آٹھ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ نعمت اور دشنام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگائیے۔

(۵) اگر یہ پرچہ اودھ پنچ ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانا نعمت ہو ہی قدردانی اور نہیں ہوتا تو اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر اندیش منیجر اودھ پنچ

والسلام — منیجر

اخبار مدینہ بجنور

ہفتہ میں دو بار

سالہا سے تمام اہل اسلام طبقوں کی بہبودی میں جاری ہے خدمت قوم و ملک پاسداری مذہب و ملت اسکا شعار ہے آزادی رائے اور قومی مطالبات کا علمبردار روزنامچہ بیگرز وطن مرحب۔ سیاست حاضرہ کا مشرح و صداقت کا شعبہ عربی و انگریزی اخبارات کا خلاصہ دنیا کے ہر گوشہ میں پہونچنے والا۔ فوراً مفت طلب فرمائیں۔
قیمت سالانہ پنج صرف ششماہی ... ملک غیر سے ...

رسالہ غنچہ بجنور

ہفتہ وار

بچوں کا مقبول بچوں کا اتالیق طالب علموں کا استاد علم و فن وسیع معلومات کی کان۔ ہفتہ وار ملک و ملت کے نونہالوں کے لیے مدینہ پریس سے شائع ہوتا ہے۔ بچوں کا ... فرمائیں اور ... خاص حاضر ... اپنے بچوں کے لیے فوراً طلب فرمائیے۔ قیمت سالانہ ... ششماہی ...

مجید حسن مالک اخبار مدینہ و رسالہ غنچہ بجنور

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ سنہ ۱۹۲۹ء کی چند ہی جلدیں جمع ہوئی ہیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ... محصولڈاک

(۲) جلد سنہ ... کے ... نمبر ان نمبروں میں انشا پردازی کے جوہر نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد ... علاوہ محصولڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ نمبر

رجسٹرڈ نمبر ل ۸۳۷ - اودھ پنچ لکھنؤ

سنہ ۱۹۲۴

موسم گرما کا تحفہ

ادویہ کمپنی کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے عرقوں اور عطریات سے تیار کیے ہیں بے نظیر صورت میں رنگ و نیز ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت بخشتے ہیں شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت فالسہ	شربت بادام	شربت کیسرو	شربت بید مشک	شربت کیوڑہ	شربت انار ولایتی	شربت الف مصوم	شربت ...
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عہ	فی بوتل عار	فی بوتل عار
عرق بید مشک لاہوری	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	شربت انگور	شربت انناس	شربت نارنج	شربت لیمو	شربت رنگترہ	
فی بوتل ...	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	

قدردان بعجلت ... کے مقولہ کو یاد رکھیے اور ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے، فہرست مفت طلب کیجیے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ½ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کیلئے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے تیج ہی ہوا میں گرمی

اور

ایک گرم موجوں کی طرح سروں کے ... رکھنے

بلکہ

مگر کے چند حرکات کاغذ پر لکھ دینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب کہ

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شایع ہو چکے اور جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علم ... پر اس سے بہتر کتاب شایع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

طبع ہو گیا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے۔

یعنے

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی ہوئی گتوں سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خان

بیان تان سین کے آخری یادگار میں صدہا لوگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدا سے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کی گت بجا سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم باجہ ہی سے کام نکال سکتے ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔

فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ مقرر کی گئی ہے۔ حصہ اول کے چار روپیہ محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

درج

رسالہ ... دربار ... وام ...